السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

محمد اسلم ولد ولایت خاں کا نکاح شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق مسمات نسرین بی بی دختر فجر و خاں کے ساتھ مورخہ 89-8-15 ہوا تھا، مسمات نسرین بی بی نے میرے اوپر جھوٹا الزام لگا کر سول جج چونیاں قصور میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کر دیا۔ جس کے مجھے قطعی علم نہ تھا اور اس نے میرے والد کا ن بجائے ولایت خان کے شمل خاں لکھوا کر عدالت میں یک طرفہ فیصلہ مورخہ 92-10-28 کو کرالیا جس کا قطعی طور پر مجھے علم نہ تھا اور نہ ہی میں عدالت میں حاضر ہوا۔

بعد ازیں مسمات نسرین بی بی نے مورخہ 97-2-25 کو مسمی محمد اسحاق ولد بڈھے خاں سے نکاح ثانی کر لیا اور اب وہ اس کے گھر آباد ہے، کیا شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر یہ نکاح درست نہیں تو مسمات نسرین بی بی و محمد اسحاق پر شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کون سا جرم عائد ہوتا ہے اس کی سزا کیا ہے؟ مفصل قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ فرمائے۔۔

نوٹ: مطلقہ کتنے دن کے بعد نکاح ثانی کر سکتی ہے؟

(سائل: محمد اسلم ولد ولایت خاں موضع کاہنہ نو تحصیل کینٹ ضلع قصور)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ طلاق دینے کا حق صرف شوہر کو ہی شرعا حاصل ہے کوئی دوسرا شخص طلاق دینے کا حق نہیں رکھتا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ ... ٤٩ ... الأحزاب

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ ٢٣٢ ... البقرة

ان دونوں آیات مقدسہ میں نکاح وطلاق کی اسناد شوہر ہی کیطرف کی گئی ہے: لہذا ثابت ہوا کہ طلاق کا اختیار صرف شوہر ہی کو حاصل ہے۔ حدیث میں ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ سَيِّدِي زَوَّجَنِي أَمَتَهُ، وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنِي وَبَيْنَهَا، قَالَ: فَصَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ، فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَا بَالُ أَحَدِكُمْ يُزَوِّجُ عَبْدَهُ أَمَتَهُ، ثُمَّ يُرِيدُ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَهُمَا، إِنَّمَا الطَّلَاقُ لِمَنْ أَخَذَ بِالسَّاقِ» (ابن ماجۃ

ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے آقا نے میرا نکاح اپنی لونڈی کے ساتھ کر دیا تھا اب وہ ہمارے درمیان تفریق۔۔۔۔۔۔۔ تو یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا لوگو! فلاں آدمی کیا عجیب شخص ہے کہ اپنی لونڈی کا اپنے غلام کے ساتھ نکاح کرنے کے بعد اب اس جوڑے میں تفریق یعنی طلاق کا اردہ کر بیٹھا ہے یاد رکھو وہ ایسا ہر گز نہیں کر سکتا۔'' کیونکہ طلاق دینے اختیار صرف شوہر کے ہاتھ میں ہے ان آیات کریمہ اور حدیث مذکورہ کی بنیاد پر جمہور فقہائے سلف کسی اور کا نہیں۔۔۔۔

علامہ محقق اور مصری سکالر السید محمد سابق یہ تصریح فرماتے ہیں

ذھب جمھور الفقھاء من السلف والخلف الی ان الطلاق یقع بدون اشھاد لان الطلاق من حقوق الرجل،

اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ عام حالات میں طلاق دینے کا حق صرف شوہر کو حاصل ہے کسی دوسرے کو کوئی حق حاصل نہیں

عورت کے حقوق کا تحفظ

شوہر کے اس حق کو تسلیم کرتے ہوئے بیوی کے حقوق کی پاسبانی کے پیش نظر شرعا قاضی کو حسب ذیل پانچ صورتوں میں بیوی کے مرافعہ پر تنسیخ نکاح کی ڈگری جاری کرنے کا اختیار ہے

۔ التطلیق لعدم النفقۃ فامسال بمعروف او تصریح باحسان کے پیش نظر امام مالک امام شافعی اور امام احمد اس طرف گئے ہیں کہ جب کوئی شوہر اپنی بیوی کے نان ونفقہ کی ادئیگی میں عمدا کوتاہی کر رہا یا بوجہ اعسار وافلاس کے 1

نان ونفقہ ادا کرنے سے قاصر ہو اور اس کی بیوی اس صورت حال میں اس کے ساتھ تبادلہ کے لیے تیار نہ ہو۔

2۔ التطلیق لعیب الروح جب خاوند کوڑھ پھل بہری کا مریض ہو نامرد یا مجنون یا عنین ہو۔

3۔ التطلیق للضرر: امام مالک فرماتے ہیں جب کہ جب شوہر اپنی بیوی پر ظلم وتعدی کا مرتکب ہوں اور اس کی ایذا رسانی پر مستعد ہوں 'یعنی ایسی تکلیف پہنچارہا ہو جو عورت کی برداشت سے باہر ہو یا اس کو غیر اخلاقی قول وفعل یعنی گانا بجانا اور گناہ کے دہندہ پر مجبور کرہا ہو اور بیوی اپنے دعوی اثبات میں ایسی شہادت پش کردے جس سے عدالت کو اعتماد ہو جائے یا شوہر اقبال جرم کرلے اور بیوی ان حالات میں رشتہ ازواج بحال رکھنے پر تیار نہ ہوں۔

4۔ التطلیق لغیبہ الزوج -امام مالک اور امام احمد کے مذہب کے مطابق

(1)۔ شوہر اگر گھر سے غیب رہتا ہے۔

(2)۔ خاوند کی اس غیبوبت سے عورت کو تکلیف پہنچتی ہے۔

(3)۔ شوہر بیوی کے شہر کے علاوہ کسی دوسرے شہر میں رہتا ہو۔

(4)۔ بیوی کے شہر میں رہتا ہے اور بیوی کے پاس آنا جانا بند کررکھا ہے۔

(5)۔ اس قطعی تعلق پر ایک برس گزرچکا ہے اور بیوی اپنے شوہر کے اس رویہ کی تاب نہیں رکھتی۔

5۔ التطلیق لحبس الزوج۔ اگر خاوند کسی جرم کے ارتکاب میں تین سال قید ہوگیا ہو اور یہ فیصلہ عدالت مجاز کا آخری فیصلہ ہے اور خاوند کو قید ہوئے ایک برس ہوگیا ہے اور اس کی بیوی اس کی اس تنہائی کو پسند نہیں کرتی۔ تو وہ اما م مالک اور اما احمد بن حنبل کے نزدیک بیوی تنسیخ نکاح کی ڈگری حاصل کرنے کی غرض سے عدالت مجاز سے مرافعہ کرسکتی ہے توقاضی (جج) پوری ایانت داری اور غیر جانبداری کے ساتھ عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اور مدعیہ کے شوہر کو حسب ضابطہ سچ مچ باخبر کرکے عدالت میں حاضر ہو کر اپنا موقف پش کرنے کی اطلاع دینے کے بعد اور بلاکسی ترغیب وتحریص کے رشوت اور انتقامی جذبہ تھوکتے ہوئے تنسیخ نکاح کی ڈگری جاری کرسکتا ہے۔ ان مذکورہ بالا پانچ صورتوں کے علاوہ کسی بڑے سے بڑے جج کو شریعت کا پش کردہ الہی قانون انصاف اس بات کی قطعا اجازت نہیں دیتا کہ وہ بیویوں کے جھوٹے سچے اوپکے کچے گواہوں شہادت پر تنسیخ نکاح کی ڈگری جاری کرتا رہے یا رشوت لے کر خاوند کو اطلاع دے بغیر تنسیخ نکاح کی ڈگریاں جاری کرتا رہے یا رشوت لے کر خاوند کو اطلاع دیئے بغیر تنسیخ نکاح ڈگریاں فروخت کرتا پھرے۔ ایسے غلط فیصلے کرنے والا جج اگر مسلمان ہے تو وہ یقینا اللہ کی قائم کردہ حدوں کو پھلانگنے والا ہے اور حدود الہی کو سے تجاوز کرنے والا ہے اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے۔

پس اگر صورت مسئولہ میں فاضل جج نے اسلامی قانون عدل انصاف 'قانون شہادت اور نصاب کی پوری پوری پابندی کرتے ہوئے سائل محمد اسلم ولد ولایت خان کو بار بار سمن جاری کرکے حاضر عدالت ہونے کا حکم دینے کے بعد ڈگری جاری کی ہے تو یہ فاضل جج عنداللہ سرخرو اور ماجور ہے ورنہ بصورت دیگر عنداللہ علی روس الخلائق جواب دہی کےلئے تیار رہے۔ کہ اس عارضی عدالت کے ججوں کو بے لاگ دائمی عدالت پش ہونا ہے۔ جس علیم وخبیر جج نہ دبایا جاسکتا ہے نہ خریدا جاسکتا ہے نہ اسے دھوکہ دیا جاسکتا ہے اور نہ مکروفریب اور حیلہ بہانہ سے شبہ ڈالا جاسکتا ہے۔

بشرط صحت سوال اگر واقعی یہ یک طرفہ ڈگری عدل انصاف کا جملہ تقاضوں کو پامال کرتے ہوئے جاری کی گئی ہے تو یہ غیر منصافانہ ڈگری عنداللہ نافذ نہیں ہوئی۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

إنما انا بشر وانه یاتینی الخصم فلعل بعضکم ان یکون ابلغ من بعض فاحسب انه صدق فاقضی له بذلک فمن قضیت له بحق مسلم فإنما هی قطعة من النار فلیأخذها او فلیترکها : باب من قضی له بحق اخیه فلا یاخذه فان قضاء الحاکم لا تحل حراما ولا یحرم حلاله (بخاری ج2ص 1064:1065)

کہ میں بھی بہر حال انسان ہوں میرے پاس مقدمہ آتا ہے اور فریق چرب لسان اور تیز وطرار ہوتا ہے فر فر باتیں کرتا چلا جاتا ہے میں اس کی چرب لسانی کی وجہ سے اس کو سچا سمجھ کر اس کے حق فیصلہ میں کردوں تو یاد رکھو، میرا وہ فیصلہ جہنم کا ایک قطعہ ہے۔ (کیونکہ قاضی کا غلط فیصلہ عنداللہ نافذ نہیں ہوتا، یعنی اس کے غلط فیصلہ سے حرام چیز حلال نہیں ہوتی اور حلال چیز حراز نہیں ہوتی) لہذا چاہے تو وہ اسے جہنم کو قبول کرے چاہے تو چھوڑدے۔ پس اگر واقعی یہ یک طرفہ فیصلہ ہے تو اس فیصلہ کی بنیاد پر پڑھا گیا دوسرا نکاح باطل ہے کیونکہ یہ نکاح پر نکاح ہے جو کہ قرآن مجید کی درج ذیل نص جلی کے ساتھ حرام ہے۔ آیت یہ ہے:

وَالمُحصَنـٰتُ مِنَ النِّساءِ إِلّا ما مَلَكَت أَيمـٰنُكُم ۖ كِتـٰبَ اللَّهِ عَلَيكُم ... ٢٤ ...النساء

،،اور (حرام کی گیئں) شوہروں والی عورتیں مگروہ تمہاری ملکیت میں آجائیں۔ نے یہ احکام تم پر فرض کردیئے ہیں۔''

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں:

.ای وحرم علیکم من الاجنبیات المحصنت وهن المزوجات الا ما ملکت ایمانم

یعنی شوہروں والی عورتیں بھی ت پر حرام ٹھہرا ہیں مگر تمہاری لونڈیاں حلال ہیں۔

پس اس نص جلی کے مطابق دوسرا نکام حرام ٹھہرا، یعنی منعقد ہی نہیں ہوا۔ اور جب یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا تو اس نئے جوڑے کے ازدواجی تعلقات سفاح محض اور سراسر زنا کاری ہے اور از روئے قرآن کنوارے مرد اور کنواری عورت کی سزا نصاب شہادت کی تکمیل پر سو سو کوڑے ہے: الزّانِيَةُ وَالزّانى فَاجلِدوا كُلَّ وٰحِدٍ مِنهُما مِا۟ئَةَ جَلدَةٍ ... ٢ ...النور اور شادی شدہ اور عورت پر حد رجم ہے جیسا کہ صحیح بخاری کتاب الحدود میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الأَنْصَارِيِّ : «أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ، أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَهُ أَنَّهُ قَدْ زَنَى، فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ، وَكَانَ قَدْ

(أُحْصِنَ» (صحیح البخاری باب رحم المحصنج 2ص 1006

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ حضرت میں زنا کر بیٹھا ہوں اور پھر چار دفعہ اقبال جرم کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم (کہتے ہیں کہ بنو سلیم کا ایک آدمی (ماعز بن مالک حضرت جابر'' دیا کہ اس کو رجم کر دیا جائے ،چنانچہ ان کو رجم کرادیا گیا وہ اس وقت شادی تھے ۔

اگر فاضل جج نے سائل محمد اسلم کی طلبی کے نوٹس جاری کئے اور عدالت میں حاضر ہونے کےلئے باضابطہ اس کے سمن جاری کئے مگر مدعیہ نے عدالت کے اہل کاروں کے ساتھ ملی بھگت اور مک مکا کر کے سائل مذکور کو بے خبر اور فاضل جج کو اندھیرے میں رکھا ہے تو اس صورت میں جج صاحب عند اللہ بری اور بے گناہ ہیں ۔ ورنہ بصورت دیگران کو اپنے اس غلط فیصلے سے توبہ کرنی چاہیے اور آئندہ کے لیے محتاط رہنا چاہیے ۔ یہ جواب بشرط صحت سوال تحریر میں لایا گیا ہے

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص747

محدث فتویٰ